رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ .... ۔/
ششماہی .... ۔/

قیمت فی پرچہ (۲/)

"ہفتہ وار"

مملکت

ایڈیٹر :- میر حسن الدین

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ .... ۔/
ششماہی .... ۔/

قیمت فی پرچہ (۲/)

جلد (۹) | ۲ خورداد ۱۳۵۹ف | ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ روز یکشنبہ | ۲ اپریل ۱۹۵۰ء | نمبر (۵۱)

کشمیر کی گتھی

صیانتی کونسل میں ایک قرارداد

حفاظتی کونسل میں کشمیر کے متعلق برطانیہ، امریکہ، ناروے اور کیوبا، کا رزولیوشن ہندوستان کی طرف سے منظور کر لئے جانے سے اگرچہ اس گتھی کے عنقریب حل ہو جانے کا کوئی امکان نہیں پیدا ہوا ہے پھر بھی اسے سلجھانے کی کوششوں کے جاری رکھنے کی ایک صورت نکل آئی ہے۔

ہندوستان چاہتا تھا کہ یہ کام متحدہ اقوام کے موجودہ کمیشن کے بجائے جو دو ممبروں پر مشتمل ہے تین ممبروں کے ایک کمیشن کے سپرد کر دیا جائے جن میں سے ایک کو وہ اور ایک پاکستان نامزد کرے اور تیسرے کو جو کمیشن کا صدر ہوگا باقی دو ممبر یا حفاظتی کونسل مقرر کرے یا اگر کونسل ایک ہی نمائندہ مقرر کرنا چاہے تو وہ نمائندہ ہندوستان کے لئے قابل قبول ہو۔

یہ بات چار طاقتی رزولیوشن میں مان لی گئی ہے اور رزولیوشن کی وضاحت کرتے ہوئے برطانوی نمائندہ سر ٹرنس شون نے اس میں یا شائد ہی پیدا کر دیا ہے کہ اگر متحدہ اقوام کا نمائندہ سمجھداری، دیانتداری اور محنت سے کام کرے تو سمجھوتے کی صورت جب نہ نکلے لیکن انصاف کی راہ ضرور صاف ہو جائے گی۔ سر ٹرنس نے کہا ہے کہ حفاظتی کونسل کا ادارہ کوئی ایک عدالت نہیں۔ بلکہ تجویز کی حیثیت رکھتا ہے جو اس نمائندہ کو فریقین اور متحدہ اقوام کے نمائندے کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ اسے پیش کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ کونسل خود اس کے اصولوں کے اطلاق کے لئے نمائندگی کوشش کرے۔ بلکہ مقصد یہ ہے

کہ تحریک کا کام متحدہ اقوام کے نمائندے کے لئے چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ اسی خیال سے بقول سر ٹرنس اس نمائندے کو یہ اختیار بھی دے دیا گیا ہے کہ اگر رائے شماری اس کی رائے میں ناقابل عمل ہو تو وہ اس سے مختلف تجویزیں پیش کر سکے گا۔ اسی قسم کا اختیار اسے شمالی علاقے کے نظم و نسق کے بارے میں بھی دیا گیا ہے۔ اس علاقے کے موجودہ نظم و نسق کو جو پاکستان کے زیر اثر ہے، بحال رکھنے میں جیسا کہ برطانوی نمائندے نے رزولیوشن کے چاروں محرکوں کی ترجمانی کرتے ہوئے بتلایا کہ یہ بات فرض کر لی گئی ہے کہ لڑائی بندی کی حد کے دونوں طرف کے فوجی اور غیر فوجی حکام آپس میں اشتراک عمل کرتے رہیں گے۔ لیکن اگر متحدہ اقوام کا نمائندہ دیکھے گا کہ یہ صورت پیدا نہیں ہوتا تو یہ رزولیوشن اسے دوسری مناسب اور منصفانہ تدابیر پیش کرنے سے نہیں روکے گا۔

اس آخری بات سے پتہ چلتا ہے کہ رزولیوشن کے محرکوں نے شمالی علاقے کے مستقل طور پر پاکستان کے حوالے کر دیئے جانے پر ہندوستان کے اعتراض کی صحت کو محسوس کر لیا ہے۔ اس اعتراض کی بنیاد اس بات پر تھی کہ پاکستان نے اس علاقے پر قبضہ کر کے حفاظتی کونسل اور کشمیر کمیشن کی اس ہدایت اور مشورے کی خلاف ورزی کی تھی جس میں اس سے کہا گیا تھا کہ وہ کوئی مزید جارحانہ اقدام نہ کرے یہ بات کمیشن نے اپنی رپورٹ میں درج تو کر دی تھی لیکن

تجویزیں مرتب کرتے وقت اس نے اسے بالکل نظر انداز کر دیا تھا چار طاقتی رزولیوشن میں حالانکہ کمیشن کی تجویز کو سراہا گیا ہے لیکن سر ٹرنس نے اس کی جو تاویل کی ہے وہ پاکستان کے لئے خاصی پریشان کن ہے۔ چنانچہ ۸ مارچ کو جب برطانوی نمائندے نے کونسل میں اپنا وضاحتی بیان دیا تو سر ظفر اللہ خان نے یہ سوال اٹھایا کہ شمالی علاقے کے بارے میں "دوسری مناسب و منصفانہ تجویزوں" کے ذکر کا آخر کیا مطلب ہے۔ اسی طرح جب انہوں نے یہ پوچھا کہ کسی تجویز کو آنکنے کی کسوٹی یہ ہے کہ آیا اس سے رائے شماری کا منصفانہ مقصد حاصل ہو جائے گا تو وہ متحدہ اقوام کے نمائندہ کا دائرہ عمل محدود کرنا چاہتے تھے۔

ہند پاکستان کے ان اختلافوں کی تہ میں اس کا یہ خیال کام کر رہا ہے کہ اس نے اپنی زبردستی ہندوستان کی صلح پسندی اور کشمیر کمیشن کی نااہلی یا غلط کاری کی وجہ سے جو کچھ حاصل کر لیا ہے اسے مستقل طور پر اس کا حق تسلیم کر لیا جائے۔ اسی خیال سے سر ظفر اللہ خان نے ہندوستانی نمائندے مسٹر بنیگل راما راؤ کے اس بیان پر بھی اعتراض کیا ہے کہ متحدہ اقوام کے نمائندے کو فوجوں کی تخفیف کے متعلق فریقین کے صرف آئندہ سمجھوتوں کی تشریح کا اختیار حاصل ہوگا۔ یہ بات سر ٹرنس شون نے مان لی ہے۔ لیکن اس پر پاکستان کو اعتراض ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سابقہ سمجھوتوں اور رزولیوشنوں میں آزاد کشمیر فوج کا کوئی تذکرہ نہ ہونے سے انہیں آئندہ کارروائی کی بنیاد بنانا چاہتا ہے۔ حالانکہ ان رزولیوشنوں میں اس فوج کا ذکر صرف اس وجہ سے نہیں کیا جا سکا کہ پاکستان نے پردے کے پیچھے تیار کر رہا تھا اور متحدہ اقوام کمیشن کے فوجی مشیر جنرل ڈلوائی یا ممکن ہے بعض آدمی بھی اس کے اس جرم سے چشم پوشی کر رہے تھے۔

چار طاقتی رزولیوشن کی تشریح پاکستان کی امیدوں اور ارادوں کے خلاف ضرور ہے لیکن اس کی شکست

(باقی صفحہ ۲ پر)

۶۸۶
۶۹۲
ہفتہ وار
مملکت
۲ خورداد ۱۳۵۹ف

شذرات

ایک قابل غور مسئلہ

بھارت کے اخبارات ــــــ انگریزی نیز ملکی زبانوں کے اخبارات ــــــ اور بھارتی قائدین کے بیانات کا غور سے مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ڈاکٹر بی، این، کھارے اور شری گول والکر کے نقطۂ نظر کو بھارت کے اکثر حصوں میں اس تیزی کے ساتھ قبولیت حاصل ہو رہی ہے کہ پنڈت نہرو اور ان کے چند ہم خیال اپنے موقف کو سنبھال نہیں سک رہے ہیں۔ سیٹھ رام کشن ڈالمیا نے کھلے الفاظ میں سردار پٹیل سے اپیل کی ہے کہ وہ شری گول والکر اور شری جے پرکاش نارائن کے تعاون سے خود بھارت کی خارجی پالیسی کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لیں بمبئی کے مشہور اخبار "بلٹز" نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ پنڈت نہرو کے لئے خواہ لائق ہے، انھیں اپنے عہدے سے بہت جلد سبکدوش ہو جانا چاہیئے تاکہ وہ ملک کی کسی اور حیثیت سے خدمت کر سکیں۔ سطور بالا میں ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ گذشتہ ہفتہ کے مطبوعہ کالموں کا نچوڑ ہے۔

سچ پوچھئے تو آج بھارت میں سب سے زیادہ صاف، واضح اور غیر مبہم مسلک ڈاکٹر کھارے یا شری گول والکر کا ہے۔ ہندو بھائیوں کی غالب اکثریت ان کے ساتھ ہے۔ ان کے قول اور عمل میں کہیں تضاد نظر نہیں آتا اور ان کے دلائل بھی کافی باوزن ہیں۔ ہمارا اندازہ ہے کہ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں بھارت کی سیاست کی باگ ڈور شاید انہیں ہاتھوں میں منتقل ہو جائے اس لئے آج ہم انہیں دو بزرگوں کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ان اصحاب کے مقامی ہم خیال ہمارے ان خیالات کو اپنے قائدین تک پہونچانے کی زحمت گوارا کریں تو ہم ممنون ہوں گے۔

ہم بارہا اس حقیقت کا اعادہ کر چکے ہیں کہ بھارت کا مسلمان بھارت کی ہر کو ریاستہ کے لئے اب ایک مسئلہ کی حیثیت سے باقی نہیں رہا۔ سیاسی نقطۂ نظر سے اس کا وجود و عدم کے برابر ہے، معاشی اعتبار سے وہ کافی سے زیادہ تباہ ہو گیا ہے اور اس تباہی کو درجۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے نت نئے طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں، ثقافتی اعتبار سے بھی وہ مائل بہ انحطاط ہے۔ اس وقت بھارت کے مسلمان کی واحد نادرست یہ ہے کہ جب کبھی اخبارات میں پاکستان کی مبینہ غلط کاریوں کی خبریں شائع ہوتی ہیں تو بھارت کے مسلمانوں کو اس کا خمیازہ یہاں بھگتنا پڑتا ہے اور اس طرح شری گول والکر اور ڈاکٹر کھارے کے ہم خیالوں کے جذبۂ انتقام کو موقع تشفی ہوتی ہے۔

ہم نے یہ بھی بارہا عرض کیا ہے کہ پاکستان کا ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے وجود خطرہ میں ہے۔ افغانستان، فقیر صاحب ایپی، پیر صاحب مانکی شریف، حاجی صاحب ترنگزئی، پیر صاحب پگارو، مسٹر حسین شہید سہروردی، اور چوہدری خلیق الزماں پاکستان کو اتنا کمزور کر دیں گے کہ شاید پاکستان والے بھارت کی گود میں پناہ لینا یا روس کا ایک صوبہ بننا پسند کریں گے۔ اگر پاکستان روس کی گود میں پناہ لے تو ہندوستان بھی بچ نہ سکے گا۔ اس کا حشر بھی چین کا سا ہو کر رہے گا۔ اس امر کی ضمانت کہ پاکستان بھارت کی گود میں پناہ لے صرف یہی ہو سکتی ہے کہ شری گول والکر اور ڈاکٹر کھارے وغیرہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کی پالیسی ترک کر دیں۔ یہ بات ہم صرف مسلمانوں کے مفاد میں نہیں کہہ رہے ہیں خود ہندو بھائیوں کے نقطۂ نظر سے مسلمانوں کا وجود یہاں ضروری ہے کیونکہ جب تک مسلمانوں میں زندگی کے آثار نظر آتے رہیں گے بھارت کے ہندو متحد رہیں گے جس روز بھارت کے مسلمان معاشی، ثقافتی اور سیاسی حیثیت سے پست اقوام کی فہرست میں شریک ہو جائیں گے اس روز ہمیں اندیشہ ہے کہ بھارت کے ہندو بے حساب گروہ مختلف جماعتوں اور گروہوں میں نہ صرف منقسم ہو جائیں گے بلکہ آپس میں دست و گریباں ہو جائیں گے۔ ہم تاریخ کے متعلم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے لیکن گذشتہ (۲۵) سال کے دوران میں ہم نے اپنے ہندو بھائیوں کی ذہنیت اور نفسیات کا جو گہرا مطالعہ کیا ہے وہ ہمیں اس نتیجہ پر پہونچاتا ہے کہ یہ قوم کسی کے مقابلہ میں بہت آسانی سے متحد ہو جاتی ہے خواہ وہ انگریز ہو یا مسلمان ہو یا پاکستان۔ اگر ان کا مقابل میدان چھوڑ دے تو انہیں متحد رکھنا کوئی آسان کام نہیں۔ شری گول والکر ان پر غور فرمائیں کہ ہم جو کچھ عرض کر رہے ہیں وہ اپنے بچاؤ یا حفاظت کے لئے نہیں بلکہ خود ان کا قومی مفاد بھی اسی مسلک میں مضمر نظر آتا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ بھارت کے ہندو قائدین اور اخبارات اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مسلمانوں کا قلع قمع کرنے میں صرف جذباتی تشفی ہوتی ہے یا واقعی کوئی فوائد بھی ہیں اور اگر کوئی ٹھوس فوائد ہیں تو کہیں کسی نقصان کا احتمال تو نہیں؟

تشویشناک خبریں

مقامی صحافت نے یہ خبر شائع کی ہے کہ راشن شدہ علاقوں میں صرف دو ہفتوں کا غلہ باقی ہے۔ نہ صرف حکومت حیدرآباد بلکہ حکومت ہند پر یہ ذمہ داری عائد کر دی ہے کہ وہ باہمی مشورے سے اس مسئلہ کا فوری حل نکالیں۔ مرکزی مشاورتی مجلس اغذیہ کے غیر سرکاری ارکان نے چند ماہ قبل حکومت ہند سے یہ درخواست کی تھی کہ اگر وہ حسب سابق مزید ساٹھ ہزار ٹن غلہ حیدرآباد کے لئے مہیا کرے تو اس ریاست میں فاقوں کی نوبت آ جائے گی۔ صدر المہام رسد نے بھی اپنی صحافتی ملاقات میں تقریباً انہی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ شری میر کے دیلوڈی یا شری کے ڈی، ایس، ابا کھلے خود دہلی کو پرواز کریں اور وہاں کے ارباب مقتدر پر صورت حال کی نزاکت واضح فرمائیں۔ یہ صرف فوری اور موقتی حل ہو سکتا ہے لیکن مستقل حل اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کانگریس اور سوشلسٹ پارٹی کے قائدین متفقہ طور پر گاؤں گاؤں کا دورہ کر کے کاشتکاروں سے حکومتی پالیسی کی تعمیل کرائیں۔ صورت حال یہ ہے کہ کاشتکار حکومت سے وہ تعاون نہیں کر رہے ہیں جس کی متبدل حالات میں توقع تھی۔ اس کی اصلاح صرف کانگریس اور سوشلسٹ قائدین فرما سکتے ہیں اب جو بھی پارٹی غذا فراہم کرنے میں مدد دے گی اسی کو عوامی مقبولیت حاصل ہوگی۔

فرانس اور برطانیہ کا متحدہ محاذ

حال ہی میں فرانس کے صدر لندن گئے تھے۔ ان کا وہاں جا مہیت مست

رکھتا ہے۔ فرانسیسی اور برطانوی طبیعتوں میں چاہے جتنا بھی فرق ہو اب یہ حقیقت دونوں قوموں نے تسلیم کر لی ہے کہ ایک دوسرے کی امداد کے بغیر ان کا پھلنا پھولنا یا حفاظت کرنا بہت مشکل ہے۔

۱۹ویں صدی کے آخری سالوں میں فرانس اور برطانیہ کے درمیان جنگ چھڑ جانے کی باتیں ہوا کرتی تھیں اور بعض دفعہ تو واقعی جنگ چھڑ جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا تھا۔

سنہ ۱۹۰۳ء کے شروع میں شاہ ایڈورڈ ہفتم نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالا اس نے فرانسیسی سفیر کو اپنی یہ خواہش بتائی کہ موسم بہار میں جب وہ بحیرہ روم سے واپس آنے کے وقت فرانس میں سے گذرے تو سرکاری طور پر اس کا استقبال کیا جائے۔ ... تو وہ اور ... فرانسیسی حکومت ہی یہ چیز پہلے سے بتا سکتی تھی کہ اہل فرانس اس کا خیر مقدم کس طریقے سے کریں گے۔ چند مختصر دنوں میں اس کی ذاتی کشش نے فرانسیسیوں کا دل موہ لیا اور ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا جس کا نتیجہ اپریل ۱۹۰۴ء کے معاہدہ دوستی سے نکلا۔

سنہ ۱۹۰۴ء اور ۱۹۱۴ء کے درمیانی سالوں میں یورپ کی تاریخ جرمنی کی ان کوششوں کی تاریخ تھی جو اس نے فرانس اور برطانیہ کے معاہدہ دوستی کو توڑنے کے لئے کیں۔ کئی بار تو اسے اپنے مقصد میں کامیابی ہونے ہی والی تھی کہ پیانہ ہو گیا۔ جب ۱۹۱۴ء میں جرمنی نے بلجیم پر حملہ کیا تو فرانس اور برطانیہ کا معاہدہ دوستی ایک ایسے معاہدے میں تبدیل ہو گیا جس کی رو سے دونوں ممالک نے جنگ چھڑ جانے کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔ یہ معاہدہ ۱۹۱۸ء تک ختم ہو گیا۔

جنگ کے بعد کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں اور اس چیز کو اتنی وقعت سے نہیں دیکھا جاتا تھا جتنا کہ چاہئے تھا کہ فرانس کے تحفظ کی ضرورت اتنی ہی ہے جتنی کہ برطانیہ کے تحفظ کی۔

اگرچہ معاہدہ ڈنکرک کی رو سے جس پر ۴ مارچ ۱۹۴۷ء کو دستخط ہوئے تھے دونوں ممالک ۵۰ سال تک ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے لیکن اب ان کا رشتہ صرف رسمی کارروائیوں ہی تک محدود نہیں۔ ان کی یونین تو نہیں ہی لیکن ان کے مقاصد اور سیاسی خواہشات میں بڑی بھاری ہم آہنگی پیدا ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے۔

۱۹۴۰ء میں جرمنی کے لئے مارشل پیتان کے ہتھیار ڈال دینے سے پہلے مسٹر چرچل نے فرانس کو برطانیہ کے ساتھ یونین بنانے کی پیش کش کی تھی لیکن اسے رد کر دیا گیا تھا۔ حال ہی میں فرانس کے ایوان میں یہ سوال اٹھا تھا کہ آیا یونین کی تجویز پر غور ہو سکتی ہے کہ نہیں۔ میرے خیال میں ان چیزوں کا یہ مطلب نہیں کہ فرانس اور برطانیہ کی یونین جلدی بننے والی ہے یہ یونین کو ممکن بنانے کے لئے بہت غور و فکر کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ چیز بالکل صاف ہے کہ فرانس اور برطانیہ روز بروز ایک دوسرے کے قریب آ رہے ہیں۔

(ارکھم سٹیڈ)

کشمیر کے لئے ثالث کے تقرر کا مسئلہ

نیویارک ۲۶ مارچ۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے نمائندہ نے اطلاع دی ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے ... مسئلہ کشمیر کے ثالث کے لئے جو کمیشن قرار داد میں کسی ایک ٹھیک ٹھیک بات کا پتہ چلا ئیں گے۔

پتہ چلا ہے کہ ایک ڈاکٹر ... اور ایڈمرل نمٹز کو ... بنانے کے بارے میں صرف ہندوستان سے مشورہ کیا گیا ہے اور ہندوستان کی مخالفت کے پیش نظر کمیشن قرار داد دوسرے امکانات پر غور کر رہی ہے۔ گذشتہ پندرہ دنوں سے خفیہ بات چیت ہو رہی ہے۔

کمیشن قرار داد نے سلامتی کونسل کے مباحثہ کے دوران میں مسئلہ پر کہا تھا کہ قرار داد کی منظوری میں کوئی تاخیر نہ ہونی چاہئے۔

ایک باخبر ذریعہ سے پتہ چلا کہ جب ہندوستان نے اس قرار داد کو قبول کر لیا تو کمیشن کو بڑا ہی تعجب ہوا۔ ہندوستان کے اس طرز عمل سے ممکن ہے کہ کمیشن قرار داد کے وہ تمام منصوبے ختم ہو گئے ہوں جو انہوں نے پہلے بنائے تھے۔

ثالث کی تلاش کے سلسلہ میں چند نئے نام بھی لئے جا رہے ہیں۔ یہ ابھی نہیں بتلایا جا سکتا کہ کیا کسی واحد شخص کو بحیثیت ثالث قبول کرنے کے لئے ہندوستان اور پاکستان سے کہا جائے گا یا مختلف نام پیش کئے جائیں گے اور باہمی اتفاق سے کسی ایک کو ثالث کی حیثیت سے مقرر کر لیا جائے گا۔

ثالث کے لئے ایک نیا نام امریکہ کے سابق انڈر سکرٹری آف سٹیٹ مسٹر رابرٹ سوٹ کا لیا جا رہا ہے۔

اگر ایک واحد کا تقرر ہوا یا چند نام پیش کئے جائیں تو ہندوستان اور پاکستان کے نمائندے اپنی اپنی حکومتوں سے بذریعہ تار ہدایات طلب کریں گے۔

پنڈت نہرو کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے کی اپیل

نئی دہلی ۲۶ مارچ۔ ہریجن کے ایڈیٹر مسٹر کے جی مشروالا نے آج اپنے ایک مضمون میں ہندوستان کے عوام سے اپیل کی ہے کہ اگر انہیں پاکستان کی اقلیتوں کو خون سے بچانا ہے تو پنڈت نہرو کے ہاتھ مضبوط کئے جائیں۔

مضمون میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے ہندوؤں کے متعلق اس وقت کافی بے چینی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ بے چینی محض ان کے ہندو ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر پاکستان کے ہندو اور مسلمان مل کر آدی باسیوں کو پریشان کریں تو انہیں یقیناً بے چینی ہو گی اسی طرح بھارت کے مسلمانوں یا اقلیتوں کے ساتھ ہندو بدسلوکی کریں تو اس پر بھی انہیں بے چینی ہو گی۔ پاکستان کے اقلیتوں کے بارے میں وہ بہت بے چین ہیں اور وہ اس کا حل تلاش کرنا چاہتے ہیں یہی ان کا موجودہ مشن ہے۔

ہندوستانی عوام کو یہ بات یاد دلاتے ہوئے کہ اس عظیم کام میں پنڈت نہرو سے اشتراک کرنا ضروری ہے، مضمون میں کہا گیا ہے کہ ہمیں ہندوستان کے اندر کوئی کام ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ جس کی وجہ سے ان کی پریشانیوں میں اضافہ ہو یا شرم سے ان کی گردن جھک جائے۔

مضمون میں آگے چل کر کہا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہندوستان کے ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ اقلیتوں کو اس بات کا احساس دلائیں کہ ان کو بھی انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے اور اب مسلمانوں کو نہ پریشان کیا جائے اور نہ ان کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔

اس پروپگنڈہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ جس کے تحت مخالف مسلمان جذبات پیدا ہوتے ہیں مضمون میں کہا گیا ہے کہ یہ تمام غیر ذمہ دارانہ سرگرمیاں ہیں اس سے ملک تباہ ہو جائے گا۔ نفرت سے زخم بھرا نہیں کرتے۔ نفرت سے تباہی عارضی طور پر ختم ہو سکتی ہے۔

ان حل ہو جانے والے واقعات کے سلسلہ میں اس پر تعلیم بھی ہم ان واقعات کو بھی اس سبب ہی کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کو بچایا ہے اور ہندوؤں نے مسلمانوں کو ایک گونا تسلی اور مستقبل کے لئے ایک امید ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسانیت سے انسان نے قطع تعلق نہیں کر لیا ہے اور کوئی مذہبی فرقہ انسانی جذبات کا اجارہ دار نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مذہب کا نام روشن کریں گے اور ایک قوم کی تعمیر کریں گے۔

عرب لیگ کونسل کا اہم اجلاس

۲۶ مارچ۔ یہاں عرب لیگ کے کونسل کا ایک اجلاس ہوا

(باقی بر صفحہ ۷)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید:-

دہلی کی ناچنے والی لڑکیوں میں بھی ٹریڈ یونین کی تحریک جڑ پکڑتی جا رہی ہے۔ سنا ہے کہ اب ان لڑکیوں نے اپنے حقوق و مفاد کی حفاظت کے لئے ایک طاقتور ادارہ بنا لیا ہے۔ یوم جمہوریت کی تقریبوں میں ان لڑکیوں کو حصہ لینے کا موقع نہیں دیا گیا اور یہ بات ان کو بری لگی۔

(ایک خبر)

مغربی جرمنی کی ایک نیوز ایجنسی کی اطلاع ہے کہ:-

روس کے سابق وزیر خارجہ مولوٹوف نے تمام حاکمانہ اختیارات سنبھال لئے ہیں تاکہ بوڑھے اسٹالن کا ہاتھ بٹائیں۔ مارشل اسٹالن کے لڑکے کی مولوٹوف کی لڑکی سے گذشتہ سال شادی ہوئی ہے

اس کو اقربا نوازی سمجھنا رجعت پسندی ہے۔

قاضی عبدالغفار صاحب نے مدیر "پیام" کو ایک خط میں لکھا ہے کہ:-

اگر تم سے سوال کیا جائے کہ سچ اور انصاف اور قربانی کے قدیم اصولوں سے تم انکار کرتے ہو یا اقرار تو مجھے یقین ہے کہ تمہارا جواب اقراری ہوگا۔ یہ انسانیت کی قدریں ہیں اور انسانیت سے انقلاب بھی خارج نہیں۔

اگر کوئی مذہب سچائی، انصاف اور قربانی کی تعلیم دیتا ہے تو مسٹر اختر حسن کیسے اقرار کر سکتے ہیں اس قسم کے اقرار سے ترقی پسندی کی توہین ہوتی ہے۔

"پیام" کو ہندوستان کلچر سوسائٹی پر شاید یہ اعتراض تھا کہ اس نے جاگیرداروں سے بھی چندے لئے۔ اس کے جواب میں قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ:-

بنگال کے قدیم انقلابیوں نے انہی سرمایہ داروں سے چندے لئے جو حکومت کے سمجھے جاتے تھے۔ کمیونسٹ پارٹی کو بھی ایسے چندوں کے لینے سے انکار نہیں البتہ وہ جبر کے طریقے بھی اختیار کرتی ہے۔

اور بعض پبلک کارکنوں کا تو عقیدہ ہی یہ ہے:۔ جو ہر چندہ او پر چندہ۔

الحق علی وزارت کے ممبر۔
مسلمان بارکوں میں ہندو گھروں میں
(معاصر شعیب کی سرخیاں)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرخیاں مدیر شعیب نے نہیں بلکہ کاتب صاحب نے نکالی ہیں۔

یونائٹیڈ پریس کی اطلاع ہے کہ:-

مولوی بازار (مشرقی بنگال) میں چند ہندوؤں اور دو ترقی پسند مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

سوال یہ ہے کہ ان ترقی پسند مسلمانوں نے مولوی بازار میں سکونت کیوں اختیار کی تھی؟

ایک اخباری اطلاع ہے کہ:-

ہندوستان اور پاکستان میں امن و بھلائی اور صیانتی کونسل کے ذریعہ کشمیر کے مسئلہ کے عاجلانہ فیصلہ کے لئے لندن کے ایک گرجا گھر میں دعائیں مانگی گئیں۔

دعائیں بھی ہو رہی ہیں اور ریشہ دوانیاں بھی۔ سامراجی حکمت عملی کیا کیا روپ اختیار کرتی ہے۔

مسٹر جے پرکاش نارائن نے ایک صحافتی نمائندے کے جواب میں کہا کہ:-

اگر ایسی کوئی ضرورت داعی ہو تو وہ یا ان کی جماعت کے ارکان پنڈت کابینہ کی رکنیت قبول کریں گے۔

ضرورت پیدا کی جاتی ہے داعی نہیں ہوتی۔

دکن کرانیکل کے نمائندے سے ایک سرکاری ترجمان نے کہا کہ:-

یہ بہتر ہوگا کہ مقامی لیڈر دیہاتوں کا دورہ کر کے کاشتکاروں کو سمجھائیں کہ وہ لیوی کی وصولی میں حکومت کے ساتھ پورا تعاون کریں۔

مقامی لیڈروں نے کاشتکاروں سے کہہ کر اپنی قیادت قائم کی تھی کہ لیوی ہرگز ادا نہ کی جائے۔ اب اس کے خلاف وہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔

معاصر "پیام" لکھتا ہے کہ:-

امن قائم کرنا ہے اور جنگ روکنی ہے تو اس کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ جنگ پسندوں پر امن کو مسلط کیا جائے۔

کہیں امن کو مسلط کرنے کی کوشش میں جنگ نہ ہو جائے؟

مسٹر ڈی وی پنت نے پارلیمنٹ میں بجٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:-

سرمایہ دار بدمعاش اور چور ہیں اور ہند اور پاکستان میں اس وقت جو جھگڑے ہو رہے ہیں ان سب کی ذمہ داری ان پر ہے۔

واقعہ خواہ کچھ ہی ہو آنریبل ممبر کی زبان پارلیمنٹری نہیں۔

سرمایہ دار ممالک اور

معاشی منصوبہ بندی

اب یہ بات صاف ہوتی جا رہی ہے کہ سرمایہ داری کے جسم میں ناسور ہو گیا ہے۔ وہ سماج کی امداد نہیں کر سکتی وہ عوام کی مشکلوں کو دور نہیں کر سکتی۔ بلکہ دنیا کو تباہ و برباد کر رہی ہے۔ عوام کو غربت و افلاس، بیکاری اور بدحالی کا شکار بنا رہی ہے اور سرمایہ دار دنیا کی یہ حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ سرمایہ دار دنیا میں چونکہ طاقت سرمایہ داروں اور اجارہ داروں کے ہاتھ میں ہے۔

اور ان کی حکومتیں قوموں کو برباد کر رہی ہیں۔

اس لئے عوام میں بے چینی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور اب سرمایہ دار ملکوں کے عوام یہ خوب سمجھنے لگے ہیں کہ جو سماج سرمایہ داری کی بنیاد پر چلے گا اس کی مصیبتیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔ اس کی بدحالی کبھی دور نہ ہوگی اور وہ کبھی ترقی نہ کر سکے گا جوں جوں سرمایہ دار ملکوں کے عوام بیدار ہوتے جاتے ہیں اور سرمایہ داری کی اندرونی خرابیوں سے واقف ہوتے جاتے ہیں۔ اس سے سرمایہ دار اور ان کے طرفدار جو شکست عوام کی مشکلوں کو دور کرنے کے نام پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ سرمایہ داری میں اقتصادی ترتیب پیدا کی جا سکتی ہے۔

ظاہر ہے کہ سرمایہ دارانہ پیداوار میں ایک بنیادی تضاد ہے۔ سرمایہ دار کے سامنے ایک طرف اپنا منافع ہوتا ہے اور دوسری طرف سماجی ضرورت کو پورا کرنے کا سوال ہے۔

ظاہر ہے کہ سرمایہ دار کسی کام میں سرمایہ اسی غرض سے لگاتا ہے کہ وہ اس کاروبار سے دولت کمائے نہ کہ قوم یا ملک کی ضرورت کو پورا کرے۔ سرمایہ دار ملکوں میں سرمایہ، زمین، فیکٹری اور کارخانے، تجارت اور پھر حکومت سب کے سب سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور وہ سیاسی اقتدار کو سرمایہ پیدا کرنے اور منافع خوری کے دستور کو قائم رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔

سرمایہ داروں میں آپس میں مقابلہ اور بازار میں مقابلہ، خرید و فروخت وغیرہ کی وجہ سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور اس سے سرمایہ دارانہ نظام پر اثر پڑتا ہے سرمایہ دار حکومت ان حالات میں سرمایہ داروں کی حفاظت کرتی ہے۔ کیونکہ غربت کی وجہ سے سرمایہ دار کو خریدار کم ملتے ہیں۔ لیکن جتنے مزدور مل جاتے ہیں جس کی وجہ سے سرمایہ دار بھی اس بات کے لئے تیار نہ ہو گا کہ بیکاری ختم ہو جائے، اور ہر شخص کو کام مل جائے۔ ان حالات میں سرمایہ داری میں کبھی ترتیب پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی بنا پر اقتصادی ترتیب اور تنظیم سرمایہ داری میں کبھی ممکن ہی نہیں اور اصل یہ دونوں سرمایہ داری اور اقتصادی ترتیب اور تنظیم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

اجارہ داروں کے کسی ملک کے متعلق یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس ملک میں جمہوری سرمایہ داری اور جمہوری اشتراکیت ہے۔ اور سرمایہ داری پیداوار میں ترتیب اور تنظیم پیدا ہو گئی ہے۔ اور سرمایہ داری میں جو خرابیاں ہیں وہ ختم ہو گئی ہیں۔ بعض نے اجارہ داری پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اجارہ داری سرمایہ داروں میں آپس کے مقابلے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور پیدا ہونے کے بعد بڑی خرابیاں پیدا کر دیتی ہے۔ ریاست اور انقلاب میں لینن نے یہ لکھا ہے کہ سرمایہ دار کو مقابلہ کو کبھی ختم نہیں کر سکتے لیکن اس کے بڑے بڑے اجارے بنا رہے ہیں جن ہاتھوں میں نہ صرف تجارت بلکہ ملکی حکومت بھی ہوتی ہے۔

آج کل ان سرمایہ دار ملکوں کی حکومت جو کہ اجارہ داروں کے ہاتھ میں ہے اس لئے حکومت کو اجارہ داروں اور منافع خوروں کی آپس کی پارٹی بندی کا شکار رکھتے ہیں۔ امریکہ کی حالت پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ حکومت سے مختلف عہدوں پر قابض ہو کر سرمایہ داروں نے اقتدار اپنے ہاتھوں لے لیا ہے۔ ڈیفنس سکریٹری جانسن امریکہ کے بہت بڑے اجارہ داروں میں سے ہے۔ اور ہوائی جہاز کی ایک بہت بڑی فیکٹری کا مالک ہے اسی طرح سمنگٹن جو پہلے "امرسن مینوفیکچرنگ کمپنی" ...... تھا اور اب امریکہ کی ہوائی فوج کا عالم اعلیٰ اور پریذیڈنٹ امریکہ کے مالیات کے محکمہ کا نائب سکریٹری ہے و بلنگ ہے جو پہلے امریکہ کے مالکان بینکوں کی انجمن کا سرغنہ تھا۔

اگر سرمایہ دار ملکی اقتصادی حالت کے بارے میں حکومت کے ذریعہ دخل اندازی کرتے ہیں اور دوران جنگ میں عام طور پر کرتے ہیں، تو اس کا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہو تا کہ اقتصادی نظام بدلا جا رہا ہے۔ سرمایہ داری اس وقت بھی باقی رہتی ہے اور پلاننگ یا کنٹرول (اقتصادی تنظیم و ترتیب) کا اصل مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ سرمایہ دار اپنا منافع زیادہ سے زیادہ بڑھا سکیں لیکن اس طرح بد اقتصادی تنظیم اور ترتیب کی بجائے بد نظمی اور ابتری بڑھتی ہے اور سرمایہ داری نظام کی تمام خرابیاں اور نمایاں ہو جاتی ہیں۔

سرمایہ دار ملکوں کی موجودہ حالت سرمایہ داری میں اقتصادی ترتیب کی قلعی کھول دیتی ہے اور یہ واضح کر دیتی ہے کہ سرمایہ دار ملکوں کی حکومتیں کس طبقہ کے مفاد کی حفاظت کرتی ہیں اور حقیقتاً کس کی نمائندہ ہیں۔ سرمایہ داری میں اقتصادی ترتیب (پلاننگ) ملک میں اور زیادہ بدحالی اور بے روزگاری پیدا کر دیتی ہے۔ امریکہ جو اس وقت پوری دنیا پر اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور دنیا کی اقتصادی زندگی پر اثر ڈالتا ہے خود اپنے ہاں اپنی اقتصادی حالت کو درست نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ مارشل پلان سے اندازہ ہوتا ہے امریکہ کے سرمایہ داروں کی یہ خواہش ہے کہ ان کے کارخانے میں جو مال پیدا ہو بکتا رہے یا کرتی رہتی ہیں۔ اور جو خود امریکہ میں فروخت نہیں ہو سکتا وہ مارشل پلان کے ذریعہ یا ہر دوسرے ملکوں کو جائے نہ کہ زیادہ صرف اس کی موجودگی سے ان کی صنعت پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان ملکوں کی صنعت برباد ہو گئی ہے وہاں بیکاری بڑھ گئی ہے اور افلاس ترقی کر رہا ہے اس غربت و افلاس کا اثر خود امریکہ کی آمد پر پڑے گا اور مارشل پلان نے ذریعہ جو مال یورپ اور ایشیا کے ملکوں کو امریکہ فروخت کرتا ہے وہ خود امریکہ کی منڈیوں میں پڑا رہے گا۔ اور امریکہ کی اقتصادی بحران کا باعث ہو گا۔ چنانچہ امریکہ کی صنعتی پیداوار سال گذشتہ کی پہلی ششماہی کے مقابلہ میں ۱۹ فیصدی گر گئی ہے اور برابر گر رہی ہے۔ بیکاری روز افزوں ہے۔ اور مغربی یورپ جہاں امریکہ اپنا مال بھیجتا تھا اقتصادی بدحالی میں مبتلا ہیں۔

اکتوبر ۱۹۴۸ میں اکتوبر ۱۹۴۷ء کے مقابلہ میں پیداوار کی مقدار امریکہ میں ۲۲ فی صدی رہ گئی ہے تمام سرمایہ دار دنیا میں اس وقت ۴۰ ملین یعنی ۴ کروڑ آدمی بیکار ہیں اور امریکہ میں ۱۲ ملین یعنی ڈیڑھ کروڑ کے قریب ہیں اس صورت حال پر قابو پانے کے لئے امریکہ نے بعض کارخانوں کو اسلحہ سازی کے کام پر لگا یا اور دوسرے ملکوں کو مسلح کرنے کے لئے سامان جنگ تیار کرنا شروع کر دیا لیکن اخبار ٹائمز کا بیان ہے کہ اس اقتصادی اصلاح کا یہ نتیجہ نکلا کہ قیمتیں بڑھنی شروع ہو گئیں ٹیکس میں اضافہ ہو گیا اور عوام کی قوت خرید اور گر گئی

اسی طرح برطانوی لیبر پارٹی کے اقتصادی زندگی کو ترتیب اور تنظیم کرنے کی کوشش کا نتیجہ برآمد ہوا ہے کوئلہ کی پیداوار، ریلوے، بجلی کی طاقت پیدا کرنے کے مرکزوں کو قومی ملک قرار دے کر لیبر پارٹی کے لیڈروں نے سرمایہ داروں کے منافع میں اضافہ کیا ہے اور اسلحہ سازی مزدوروں کی اجرت مقرر کرنے اور عوام پر بالواسطہ ٹیکس لگا کر برطانیہ کی مزدور حکومت نے سرمایہ داروں کی جیب گرم کی ہے۔

چونکہ سرمایہ دارانہ پیداوار کو پلان کرنا یعنی اس کو ترتیب دینا اور اس کی تنظیم کرنا در اصل سرمایہ داری کی منافع خوری کا بندوبست کرنا ہوتا ہے اس لئے سرمایہ داری کی تمام کوششوں کا یہی نتیجہ ہوا کہ جس کی توقع تھی امریکہ کی اقتصادی پلاننگ نے سرمایہ داروں کے ہاتھ ملک میں مضبوط کر دیے۔

مارشل پلان کے سلسلے میں یورپ میں جو اقتصادی ...

عرب لیگ

عرب ممالک کی سیاست سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب جانتے ہیں کہ گذشتہ پندرہ بیس سال میں ان ممالک کی اندرونی و بیرونی سیاست میں اتحاد و اتفاق اور یک رنگی پیدا کرنے کی جو کوششیں بھی کی گئی ہیں ان کا نتیجہ اختلافات اور باہمی رنجشوں کی تعداد میں اضافہ کے علاوہ اور کچھ برآمد نہیں ہوا۔ پندرہ بیس سال کے اس زمانے میں ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جا سکتی جب ان ممالک نے اپنے کسی بھی مشترکہ دشمن کے خلاف کوئی متحدہ محاذ قائم کیا ہو یا اپنے کسی بھی مشترکہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے باہمی رواداری اور اشتراک عمل کا ثبوت دیا ہو۔ بلکہ اس کے برخلاف اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اختلاف رائے اور باہمی سازشیں ہی ان ممالک کی سیاست کا نمایاں پہلو رہا۔

عرب سیاست میں اس انتشار کی وجوہ تلاش کرنا بھی کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ ان ممالک میں سے ایک بھی حکومت ایسی نہیں ہے جو اپنے وجود کے لئے عوام کی آزادانہ مرضی اور انتخابات کی مرہون منت ہو یا تو مطلق العنان شخصی فرمانرواؤں کی حکومتیں ہیں اور پھر اگر لبنان یا شام جیسے ملکوں میں جمہوریت کا کوئی نام و نشان موجود بھی ہے تو اسی مسخ شدہ شکل میں کہ اسے جمہوریت کے نام سے تعبیر کرنا بھی کچھ زیادتی ہی معلوم ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر بادشاہوں اور آمروں کے اس خطے میں ہر وقت رقابتوں اور سازشوں کی اطلاعات ملتی ہیں تو یہ کچھ زیادہ تعجب خیز نہیں۔

یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ایک طرف تو عرب ممالک کا سیاسی نظام انہیں ایک دوسرے سے قریب ہونے سے روکتا ہے اور دوسری طرف بیرونی سامراجی طاقتوں کی ریشہ دوانیاں انہیں برابر ایک دوسرے سے دور کرتی رہتی ہیں۔ تمام عرب ممالک میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو برطانیہ یا امریکہ یا دونوں میں سے کسی ایک کی بالادستی میں نہ ہو۔ بلکہ اکثر تو ایسے ہیں جو صرف بیرونی ہی نہیں بلکہ اپنے اندرونی معاملات میں بھی ان سامراجی طاقتوں کی حکمت عملی کی پیروی کرنے پر مجبور ہیں۔ عرب لیگ جب اتحاد کی علمبردار بن کر قائم ہوئی تھی تو یہ توقع کی گئی تھی کہ عرب ممالک اب اپنے مشترکہ مسائل یعنی عوام کے افلاس پسماندگی اور جہالت کو دور کرنے کے لئے ایک دوسرے سے اشتراک عمل کریں گے اور اپنے مشترکہ دشمنوں یعنی برطانیہ اور امریکہ کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کریں گے۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے یہ توقعات بھی ختم ہوتی جا رہی ہیں اور یہ ثابت ہوتا جا رہا ہے کہ عرب لیگ خود بھی ایک ایسا ادارہ ہے جسے ایک یا اس سے زیادہ عرب ممالک دوسروں کے خلاف دھڑے بندی کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس امر کی توقع رکھنا کہ وہ عرب ممالک کے حقیقی مفاد کے لئے کوشاں ہوگی غلط ہوگا۔ عرب لیگ کا جو عام اجلاس مستقبل قریب ہونے والا ہے ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ اور زیادہ اہم ہو جاتا ہے۔ اپنے باہمی مناقشات کی وجہ سے فلسطین میں عرب ممالک کو یہودیوں کے ہاتھوں جو شکست کھانی پڑی ہے اس کے بعد اب ضرورت اس بات کی ہے کہ عرب ممالک سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس بات کی کوشش کریں اپنے اختلافات کو ختم کر کے دشمنوں کے خلاف متحدہ محاذ قائم کریں۔

یہ ضرورت اگر عرب لیگ کے اس اجلاس کے ذریعہ پوری ہو جاتی ہے تو پھر اس سے بجا طور پر عرب مفاد کی نگرانی کی توقع کی جا سکے گی لیکن اگر پہلے کی طرح یہ اجلاس بھی قراردادوں اور خوشنما تجاویز پر ختم ہوگیا تو لیگ سے جو کچھ بھی توقعات باقی رہ گئی ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گی۔ عرب عوام کو اپنے جارحانہ ارادوں کی طرح استعمال کرنے کے لئے اس وقت سامراجی طاقتیں برابر سازش میں لگی ہوئی ہیں اور یہ کوشش کر رہی ہیں کہ اٹلانٹک معاہدے کے نقش پر عرب ممالک بھی ایک علاقائی معاہدہ کی شکل میں امریکہ اور برطانیہ سے اپنی قسمت وابستہ کر دیں۔

عرب لیگ کا یہ فرض ہے کہ وہ ان سازشوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی پالیسی میں مکمل اور انقلابی تبدیلیاں پیدا کرے اور عرب عوام کو اس تباہی سے بچائے جو کہ تیسری جنگ کی صورت میں اس وقت ناگزیر معلوم ہوتی ہے۔

عقل کا مشورہ

ہمارا پہلا مشورہ تو یہ ہے کہ دونوں طرف کی اقلیتوں پر دونوں طرف کے دروازے بند کر دیئے جائیں اس کے بعد اس بات پر غور کیا جائے کہ ہندوستان کے پرانے بابائے کیا کہا تھا اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ مہاتما گاندھی نے چاہا تھا کہ پاکستان سے آنے والوں کو دوبارہ پاکستان میں آباد کیا جائے اور ہندوستان سے جانے والوں کو ہندوستان میں دوبارہ بسایا جائے۔ گویا ترتیب یہ ہوئی کہ پہلے دونوں طرف انخلا کے دروازے بند کئے جائیں اور پھر جو لوگ آ چکے ہیں انہیں پاکستان میں عزت کے ساتھ بسایا جائے اور جو لوگ جا چکے ہیں انہیں واپس بلایا جائے کیونکہ اس کے بغیر تو ہندوستان و پاکستان میں امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ حکومتیں اپنا فرض انجام دے سکتی ہیں۔ منشاء یہ کہ تبادلہ آبادی کے لئے جو خفیہ یا علانیہ معاہدہ ہوا تھا اسے منسوخ کیا جائے اور سب سے بڑے باپو کی بات مان لی جائے جس نے اپنی بصیرت سے سب کچھ دیکھ کر دوبارہ آبادکاری کا مشورہ دیا تھا اگر یہ منظور نہیں تو پھر دونوں حکومتیں اپنی نیند حرام کرتی رہیں اور دوسروں کو بھائی بہن بنا کر اپنوں کی گردنیں کٹواتی رہیں۔

بات یہ ہے کہ پاکستان سے آنیوالے پاکستان کی اور ہندوستان سے جانے والے ہندوستان کی امانت ہیں دیانت داری کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر حکومت کی امانت واپس کر دی جائے۔ جو لوگ پاکستان سے اجڑ کر آئے ہیں۔ قدرتاً ان کی خواہش یہ ہوگی کہ یہاں کی اقلیت کو بھی اجاڑ ڈالیں اور جس طرح خود بے چین ہیں اقلیت کو بھی بے چین کر دیں۔ یہ انتقام کا خونی ناک جذبہ ہی اس بات کا غماز ہے کہ ہر شخص واپسی کے لئے تیار ہے اور وہ اپنے گذشتہ چین و آرام کو واپس لانا چاہتا ہے۔ یہی حال یہاں سے اجڑ کر اپنا سکون غارت کر چکے ہیں اور واپسی سے ناامید ہو کر انتقام پر اتر آئے ہیں۔

مگر کس قدر غلطی کی بات ہے کہ دونوں حکومتیں غلطی پر غلطی کر رہی ہیں اور مہاتما گاندھی کی اسکیم کو ٹھکرا چکی ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہر شخص کو واپس بھیج کر اور واپس بلا کر اپنی جگہ آباد کیا جاتا علاوہ اس کے غیروں کو اپنا بھائی بنا کر بلا رہی ہیں اور اپنوں کو غیر قرار دے کر ایسے حالات پیدا کر رہی ہیں کہ وہ بھی نقل کر کے ہمیشہ کے لئے اجڑ جائیں جو لوگ اب تک جانے اور آنے کی مصیبت سے بچے ہوئے تھے اب ان کی بھی باری آ گئی ہے اور کیوں نہ کہئے جب ان کے لئے ہوائی جہاز بھگائے جائیں گے اور انہیں جگری بھائی بنا کر رشتہ دی جائے گی تو کون ہے جو اس خیانت سے انکار کرے۔ گویا پاکستان کے ہندو ہندوستان کے اور ہندوستان کے مسلمان پاکستان کے منتقل ہیں اور دونوں نے اپنے اپنے "بھائیوں" کا شکریہ لیکر یہ زبان سے دو قومی نظریہ سے انکار اور عمل سے اس کی تصدیق وہ خوفناک غلطی ہے جسے قدرت کبھی معاف نہیں کر سکتی۔

(الجمعیۃ)

نمک کا خفیہ گودام پکڑا گیا

حیدرآباد ۲۷ مارچ نمک ذخیرہ اندوزی اور چوربازاری کی روک تھام کے سلسلہ میں محکمہ راشن بندی کے فلائنگ اسکواڈ نے اپنی اہم میں قابل لحاظ تیزی پیدا کر دی ہے اور مختلف مقامات سے ذخیرہ اندوزی کا پتہ چلانے میں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ چنانچہ مسٹر ... کی قیادت میں ایک جماعت نے ... دفتر ... مسٹر ... علی خان ... [illegible]

کشمیر کی گتھی

(بقیہ سلسلہ صفحہ اوّل)

کے ساتھ ساتھ اس سے ایک نتیجہ بھی نکلتا ہے۔ اس لئے کہ روداد شوسن کی بنیاد جنرل میک ناٹن کی تجویزوں پر رکھی گئی ہے۔ اور ان تجویزوں میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ ہندوستانی فوجوں کے تخلیہ کے معاملہ میں، پاکستانی فوجوں کو پاکستانی اور آزاد کشمیر فوجوں کا ہم پلہ بنا دیا گیا تھا۔ اس تجویز پر ہندوستان نے پہلے اعتراض کو بحال رکھا ہے اس لئے کہ اس کی رائے میں تخلیہ کا سوال پہلے حملہ آور فوج کے لئے پیدا ہوتا ہے اور اسے دفاعی فوج کا ہم مرتبہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ ایک اور سوال یہ ہے کہ اگر ہندوستانی اور پاکستانی فوجوں میں پاکستانی اور آزاد کشمیر فوج کے تناسب سے کمی کر دی گئی تو ریاست کا امن و امان بحال رکھنے کے لئے اپنی فوج کی کمی ہو جائے گی اور آزاد کشمیر فوج بھی بڑی حد تک باقی رہے گی اور اس کے زیر قبضہ علاقے میں آزادانہ رائے طلبی ناممکن ہو جائے گی۔ اس مسئلہ کے متعلق مسٹر ڈکسن نے دو خاص باتیں لکھی ہیں۔ ایک یہ کہ فوجوں کا تخلیہ اس طرح ہونا چاہئے کہ اس سے ریاست کے امن و امان اور تحفظ کے لئے کوئی خطرہ نہ پیدا ہو اور باقی ماندہ فوجوں کی تعداد اتنی رہنی چاہئے کہ آزادانہ اظہار رائے پر اس کا کوئی اثر نہ پڑے۔ ان تشریحات سے کہیں زیادہ اہم خود رزولیوشن کا یہ فقرہ ہے کہ تخلیہ کا پروگرام منعقد ہونا چاہئے۔ اس طرح ہندوستان متحدہ اقوام کے نمائندے کو امن و امان اور تحفظ کے مسئلہ کی طرف توجہ دلا سکے گا اور اس کے لئے پاکستان سے ضمانت طلب کر سکے گا۔ اس معاملہ میں پاکستان کو بھی اتنی ہی آزادی حاصل ہو گی اور وہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائے گا۔ ایسی حالت میں جاری شدہ رزولیوشن سے کسی فوری یا معجز نما نتیجہ کی امید کرنا غلط ہو گا۔ اور اس رزولیوشن کے الفاظ اور اس کی تشریح سے ایک خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس میں جھگڑنے کے دونوں فریقوں کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور پیار اور دھتکار کی یہ آمیزش اس طاقت والی سیاست کا ایک بنیادی حربہ ہے جس پر آج کل دنیا کی بڑی طاقتیں کاربند ہیں۔ (قومی آواز)

عرب لیگ کونسل کا اہم اجلاس

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

بھی عرب سلطنت عرب ممالک نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں مشرق وسطیٰ کے متعدد اہم مسائل زیر بحث آنے والے ہیں ان مسائل پر گرما گرم بحث کی توقع ہے۔ صدر کی حیثیت سے مصطفیٰ نحاس پاشا وزیر اعظم مصر نے عرب نمائندوں کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ عرب لیگ کو مضبوط بنانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مسائل کا ہمواری کے ساتھ مقابلہ کیا جائے اور صحیح صورت حال پر آزادی کے ساتھ تبادلہ خیال کیا جائے تاکہ عرب عوام کو یہ تو معلوم ہو سکے کہ وہ کن مسائل سے دوچار ہیں اور کون کونسی مشکلات ان کے درپیش ہیں۔

اجلاس کے کارروائیوں کی ابتداء کرتے ہوئے وزیر اعظم شام خالد العظم بے نے کہا کہ دنیائے عرب لیگ کے اس اجلاس سے عرب ممالک کو متحد و طاقتور بنتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہے۔

عرب لیگ میں جو سات ممالک ہیں وہ یہ ہیں مصر، شام، لبنان، سعودی عرب، شرق اردن عراق اور یمن۔ کونسل کے ایجنڈے میں مسئلہ فلسطین، یروشلم کو بین قومی قرار دینے کا مسئلہ، عرب مہاجرین کے ساتھ اردن کا طرز عمل اور شام و لبنان کے معاشی تعلقات کی خرابی کے مسائل شریک ہیں۔ ایجنڈے میں یمن اور عدن کا سرحدی نزاع بھی شریک ہے۔ چاروں کے وفد نے عرب لیگ کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے قاہرہ جانے کے پروگرام کو پھر ملتوی کر دیا ہے۔

اس سلسلہ میں سرکاری طور پر کوئی صراحت نہیں کی گئی ہے۔

مصر نے کل فلسطین کی عرب حکومت جو غازہ میں ہے نمائندوں کو عرب لیگ کونسل کے اس اجلاس میں شرکت کی دعوت دی تھی۔

سمجھا جاتا ہے کہ یہی چیز شرق اردن کے وفد کی روانگی کو ملتوی کرنے پر مجبور کر رہی ہے کیونکہ حکومت شرق اردن نے احمد حلمی پاشاہ کی عرب حکومت فلسطین کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ (ج۔ ٹ۔ ا۔ رائٹر)

سرمایہ دار ممالک اور

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

اصلاح کی ایک کونسل بنائی گئی تھی ان پر سرمایہ دارانہ کوششوں میں بالکل ناکام رہی ہے۔ یورپ کے سرمایہ دار ملکوں کی جو پیداوار بھی گذشتہ ۲۰ سال کے عرصہ میں وہ جہاں تھی وہیں رہی۔ لیکن اس دور میں سوشلسٹ یونین میں پیداوار تگنا زیادہ بڑھ گئی ہے۔

امریکہ کے اشارہ پر جن ملکوں نے اپنے سکہ کی قیمت کم کر دی ہے وہ بہت زیادہ امریکہ کے اقتصادی شکنجہ میں پھنس چکے ہیں۔ اور ان کی اقتصادی بدحالی اور بھی بڑھ گئی ہے۔

امریکہ اور برطانیہ میں اقتصادی اور سیاسی رقابت ہے اور ان ملکوں کی اقتصادی تباہی جو مارشل پلان کے حلقہ میں داخل ہو چکے ہیں اس عملی حقیقت کو اور بھی زیادہ واضح کر دیتی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں پلاننگ عملی طور پر غیر ممکن ہے۔

غلہ کا خفیہ گودام پکڑا گیا

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۶)

(انسپکٹر) سردار بیگم صاحبہ اور زیب النساء بیگم صاحبہ اور گیاتری دیوی صاحبہ لیڈی انسپکٹران پر مشتمل تھی بتاریخ ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۵۰ء دن کے بارہ بجے حیدرآباد کے ایک تاجر مسٹر جگ موہن لال داس کے مکان بیگم بازار کا دھاوا کیا گیا اور کافی ذخیرہ اجناس راشن شدہ برآمد کیا جن میں (۱۲) تھیلے گندم سیل بند ایک تھیلہ چاول بھتی اور باقی چار تھیلے چاول موٹا و باریک شامل ہے۔ ذخیرہ اجناس برآمد کر کے متعلقہ پولیس گنڈہ بیگم بازار کے حوالہ بغرض کارروائی کیا گیا۔

ہنمکنڈہ میں انجمن خواتین

ہنمکنڈہ ۲۰ مارچ۔ پولیس کارروائی کے بعد گذشتہ ہفتہ خواتین کا پہلا جلسہ عام لڑکیوں کے سرکاری مدارس میں منعقد ہوا جب کہ مسز او بل ریڈی نے عورتوں کی تعلیم کی ضرورت پر زور دیا۔

قبل ازیں تعلیم کی اشاعت اور سماجی ترقی کے لئے انجمن خواتین کی ایک شاخ قائم کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ سماجی کانفرنس کی ایک شاخ بھی قائم کی گئی ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مقامی مدرسہ اناث میں ہندی، تلگو، اردو اور غیاثی کی جماعتیں کھولی گئی ہیں جس کا افتتاح شاخ ورنگل کی صدر اور انجمن خواتین حیدرآباد کی معتمد اعزازی شریمتی گنگا۔ ایل ریڈی نے کیا۔

مسز او بل ریڈی نے اپنے خطبہ کے دوران میں کہا کہ خواتین کو اپنے گھروں میں بے کار نہ رہنا چاہئے کیونکہ وہ بھی ملک میں ایک مفید رول ادا کر سکتی ہیں۔ انہوں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ خواتین کے نظام تعلیم میں خامیاں ہیں۔ جن کو اب ماہرین تعلیم دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے خواتین کو خبردار کیا کہ وہ جماعت والی سیاست سے علیحدہ رہیں اور سماجی کام میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں۔ انہوں نے اجمالی سروجنی دیوی، مسز رستم جی، زید دوؤں جی، مسز جناوتنا اور مسز کملا دیوی چٹوپادھیائے کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ انہیں قابل احترام شخصیتوں نے خواتین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا ہے۔

سماجی کانفرنس کی شاخ حیدرآباد نے جو کام کیا ہے اس کا ذکر کرنے کے بعد انہوں نے ورنگل کی خواتین کو ان کی سماجی پر مبارکباد دی اور ان

(باقی سلسلہ)

اشتہار

حاضری را انضباط مرتبہ عدالت دیوانی ضلع ناندیڑ مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۵۱ء

نمبر مقدمہ ملبہ ۳ سنہ ۱۹۵۰ء اجلاس اول

مرالیشا نارائن راؤ بنام وٹھل راؤ وغیرہ۔

دعویٰ دخلیابی مکان

(۱) بنام وٹھل راؤ ولد نا گوجی قوم مرہٹہ عمرہ ۳ سال پیشہ ملازمت ساکن موضع توپ تعلقہ قندہار شریف۔

(۲) بنام ہری ولد ناگوجی قوم مرہٹہ عمر ۳۰ سال پیشہ زراعت ساکن صدر بر نمبر ۵۰ مقدمہ صدر میں منجانب نارائن راؤ مرافعہ عدالت ہذا میں پیش ہو کر تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن جاری ہوئے لیکن تم پر سمن کی تعمیل نہیں ہوئی لہذا تم کو ذریعہ ہذا علم ہوتا ہے کہ تم تاریخ ۷ اپریل سنہ ۱۹۵۱ء کو بوقت ۱۱ بجے دن حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کرو بصورت غیر حاضری کارروائی حسب ضابطہ ہوگی اور پھر تمہارا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ فقط — دستخط مہر رشتہ دار عدالت۔

خانکنڈہ میں انجمن خواتین

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۷)

سے درخواست کی کہ وہ ان جماعتوں سے گہری دلچسپی لیں جو عنقریب کھولی جائے گی انہوں نے بچوں کی پرورش پر زور دیا اور اس سلسلہ میں ماں کے فرائض کی اہمیت کو واضح کیا۔ آخر میں انہوں نے عوام کے مابین محبت و خلوص اور ہمدردی کے جذبات کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ یہی جذبات موجودہ رنجیدہ واقعات کو ختم کر سکتے ہیں۔

مسز دورائی راجن، مسز مختار جہاں بیگم اور مسز گنگا رتھنا نے بھی اس موقع پر خواتین کو خطاب کیا۔ مس سرو یا ارا کی موسیقی اور مدرسہ کی طالبات کے ڈرامہ پیش کرنے کے بعد جلسہ اختتام کو پہنچا۔ مسز شاردا گرو راجا راؤ نے شکریہ ادا کیا۔

ڈاک کے ٹکٹ

حال ہی میں اعلان کیا گیا ہے کہ ۳۰ اپریل تک حکومت حیدرآباد کے ٹکٹ ڈاکی محصولات کی ادائی میں استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اب اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ تکمیل محصول کے لئے انڈین یونین کے ٹکٹ یا حکومت حیدرآباد کے ٹکٹ استعمال کئے جا سکتے ہیں چونکہ یکم اپریل سنہ ۱۹۵۱ء سے حکومت حیدرآباد کے ٹکٹ ٹپہ خانوں سے فروخت نہیں ہوں گے اس لئے ظاہر ہے کہ عوام کے پاس حکومت حیدرآباد کے ٹکٹوں کا اگر ذخیرہ ہو تو اس کو استعمال کر سکیں گے ورنہ انڈین یونین ہی کے ٹکٹ تکمیل محصول کے لئے استعمال کرنا ناگزیر ہوگا۔ (اطلاعات)

اعلان

معتمدی رسد حکومت حیدرآباد۔ نشان (۶۸۷/پی/ایس) مورخہ ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۵۱ء

بسلسلہ اعلان دفتر ہذا نشان (۲۴۰/پی/ایس) مورخہ ۲ فروری سنہ ۱۹۵۱ء جمیع تجار کو ذریعہ ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ حسب تصفیہ کہ دوسری سہ ماہی سنہ ۱۹۵۱ء میں ابتدائے یکم اپریل لغایتہ ۳۰ جون ختم کے لئے (۲۰) ہزار ٹن روغن سنگدانہ برآمد کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ برآمدی اجازت صرف ذریعہ ریل ہوگی۔

برآمد موجودہ طریقہ پر عمل میں آئے گی اس کی برآمد پر سرچارج حسب سابق (۳ روپیہ ۱۴ آنے) سکہ عثمانیہ فی پلہ کہاٹ کروڑگیری میں داخل کرنا ہوگا۔ مقررہ مقدار برآمد ہونے پر یا اس سے قبل حکومت اگر کوئی تصفیہ کرے تو اس کی برآمد روک دی جائے گی۔ فقط۔

شریح دستخط

مرزا محی الدین بیگ نائب معتمد رسد

دی کراؤن الیکٹرک پریس ساٹھ توپ حیدرآباد دکن میں چھپ کر دفتر مملکت ساٹھ توپ سے شائع ہوا